

تاریخ بقیع الغرقہ

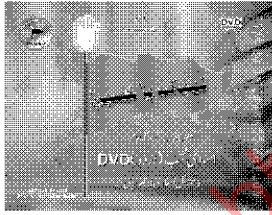
مدینہ منورہ کے مشہور و معروف قبرستان بقیع الغرقہ کی

مختصر تاریخ



یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl

sabelesakina@gmail.com

تاریخ بقیع الغرقد

جمع و ترتیب

ہلال محمد شعبان

زیرنگرانی

در احمد محمد شعبان

ترجمہ
محمد جاوید اشرف الہادی



© Hilal Mohammad Shaban , 2009

King Fahd National Library Cataloging - in - Publication Data

Shaban , Hilal Mohammad
Al-Baqee : its history , virtue and the most
prominent people buried in it./ Hilal Mohammad
Shaban - Al-Madinah Al-Munawarah , 2009

40p : 20 cm

ISBN : 978-603-00-3010-1

1-Al-Baqee 2-Al-Madinah Al-Munawarah - History

I - Title

953.122 dc 1430/4831

L.D.no. 1430/4831

ISBN : 978-603-00-3010-1

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا وحبينا
وشفيعنا محمد سيد الأولين والآخرين وعلى آله وصحبه اجمعين
اما بعد! مدینہ منورہ دنیا کے قدم ترین شہروں میں سے ایک شہر ہے، جس قدامت
کی جڑیں نہایت عمیق و گہری ہیں، طوفان نوح کے بعد سے لے کر ہمارے اس دور
تک اس شہر کے دامن میں بہت سی اقوام اور بہت سی جنسیات کے لوگوں نے
زندگی کے لحاظ گزارے ہیں۔

سنہ ۶۲۲ م میں اس شہر کی تقدیر میں ایک عظیم انقلاب لکھا تھا وہ یہ کہ اس
شہر نے ایمان و عقیدہ کی دنیا میں ہونے والے عظیم انقلاب کے لئے اپنے دامن کو
پھیلا دیا، یعنی اس شہر مبارک کی قسمت ایسی چمکی کہ پہلے اسلامی معاشرہ کی داغ بیل
اسی شہر میں پڑی، جس کے بعد سے یہ شہر مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن، اور ان
کے عشق و محبت کا ایسا مسکن بن گیا، کہ اہل ایمان شوق و ذوق سے اس شہر کی زیارت
، اس شہر میں موجود مسجد نبوی شریف میں نماز اور سید الخلق ﷺ پر درود و سلام
کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

اس شہر کے اسلامی مرکز بن جانے کے بعد تاریخ کے ہر دور میں اہل قلم نے اس
شہر کی تاریخ پر خوب خوب قلم اٹھایا ہے، اور اہتمام کے ساتھ اس کے فضائل، اس
میں پائے جانے والے تاریخی معالم و آثار، قدیم مساجد اور عہد نبوی کے اہم
نشانات و نقوش کو مفصل بیان کیا ہے۔

ہماری یہ چھوٹی سی کتاب اس عظیم شہر پر لکھی جانے والی بہت سی کتابوں ہی
کی ایک کڑی ہے، جس میں ہم نے بقیع قبرستان کی تاریخ، اس کے فضائل، اس پر
گزرنے والے توسیعی مراحل پر روشنی ڈالی ہے، نیز یہ کہ اس قبرستان کی زیارت کرنا
آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔

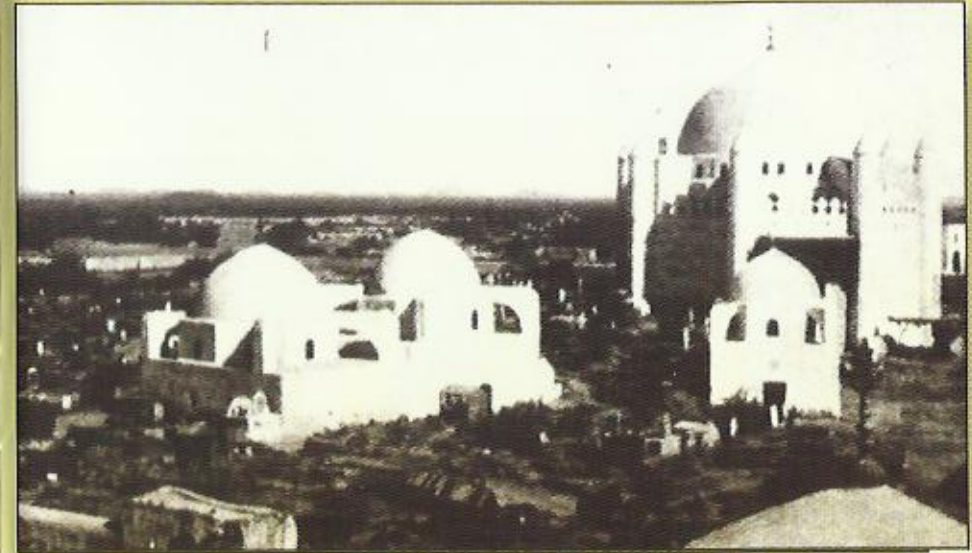
اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو خالص اپنی رضا کا سبب بنائے، اور ہمیں و تمام
مسلمین کو اپنی طاعت اور اپنے نبی ﷺ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین۔ درود و سلام ہو ہمارے سردار آنحضرت ﷺ پر، اور آپ کے تمام آل و
صحاب پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بقیع کا تعارف:

عربی میں بقیع ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں مختلف قسم کے جنگلی درخت اور جھاڑ بھکڑ پائے جاتے ہوں، بقیع غرقہ کی وجہ تسمیہ یہی ہے، کہ یہاں ایک کانٹے دار غرقہ نامی درخت کی کثرت تھی جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام بقیع غرقہ پڑ گیا، (۱)

(عوج کے بڑے درخت کو غرقہ کہا جاتا ہے) (عوج کانٹے دار درخت کو کہتے ہیں)، اب یہ درخت تو ختم ہو گئے مگر نام باقی ہے، اس وقت یہ اہل مدینہ منورہ کا قبرستان ہے۔

(۱) (اس جگہ کے علاوہ بھی مدینہ منورہ میں بعض بقیع نامی مقامات پائے جاتے تھے، مجملہ ان کے ”بقیع خچہ“، جہاں خچہ نامی درخت کی کثرت تھی، بقیع بطمان، جو وادی بطمان کی سے منسوب ہے، بقیع الخیل، اس جگہ پر قدیم زمانہ میں اہل مدینہ کا بازار لگتا تھا، بقیع المصلیٰ، بقیع الخضعات، وغیرہ وغیرہ، لیکن جب مطلقاً بقیع کہا جائے گا تو اس سے مراد اہل مدینہ کا قبرستان بقیع غرقہ ہی ہوگا)



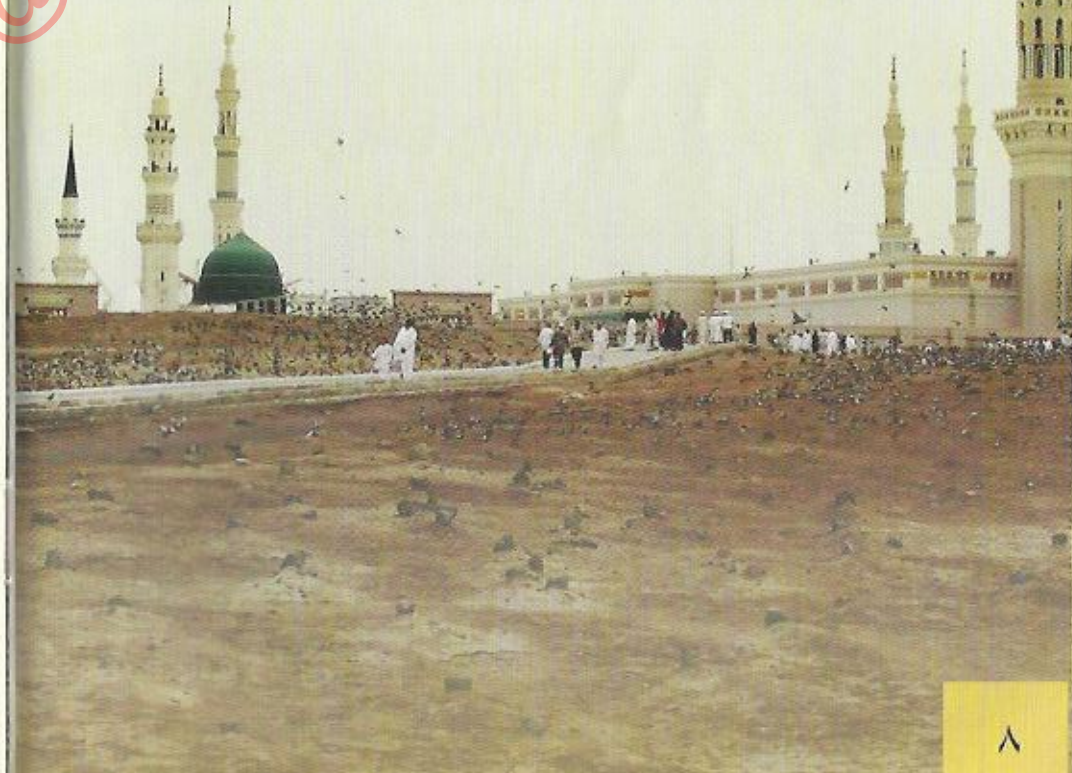
بقیع کی تاریخ پر ایک نظر:

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ بقیع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں جنگلی پیڑ پودے بکثرت پائے جاتے ہوں، اور چونکہ بقیع قبرستان کی جگہ میں پہلے چھار جھنکاڑ اور کانٹے عوج یعنی غرقہ کے پیڑ بکثرت تھے اس لئے اس قبرستان کا نام بھی بقیع غرقہ پڑ گیا، اس کا محل وقوع یہ ہے کہ یہ قبرستان مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر مسجد نبوی شریف کے مشرقی سمت میں واقع ہے، اس کے ارد گرد مکانات اور باغات تھے، اور تیسری صدی میں جو مدینہ منورہ کی فصیلی دیوار تعمیر ہوئی اس سے یہ ملا ہوا تھا، اس فصیل کی تجدیدات متعدد بار ہوئی ہے، جن میں آخری تجدید عثمانی ترکی دور میں سلطان سلیمان قانونی کے زمانہ میں ہوئی، پھر اس ملک میں امن و قائم ہو جانے کے بعد اس فصیلی دیوار کو منہدم کر دیا گیا، پھر مسجد نبوی شریف کی آخری توسیع میں اس قبرستان اور مسجد نبوی شریف کے درمیان جو مکانات تھے ان سب کو منہدم کر دیا گیا، ان دونوں کے درمیان جو محلہ آباد تھا، وہ اغوات کے نام سے معروف تھا، مسجد نبوی شریف کے مشرقی سمت میں اب یہ بقیع قبرستان مسجد نبوی شریف کے خارجی صحن سے مل چکا ہے۔



آنحضرت ﷺ اور حضرات مہاجرینؓ نے جب مدینہ منورہ کو ہجرت کر کے اس شہر کو اپنا مسکن و وطن بنایا، تو اس شہر مبارک میں مزید تعمیری و تمدنی ترقی ہونے لگی، اس وقت آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ کوئی مناسب جگہ مسلمانوں کی اموات کی تدفین کے لئے متعین ہو جائے، اسی مقصد کے پیش نظر آپ ﷺ اس (بقیع کی جگہ تشریف لائے، تو ارشاد فرمایا: مجھے اس جگہ (یعنی بقیع) کا حکم (قبرستان کے لئے) دیا گیا ہے۔ (مسند رک امام حاکم ۱۱/۱۹۳)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس (بقیع کی) جگہ مسلمانوں کا قبرستان بنانے کا حکم فرمایا تھا، اور یہیں سے اس جگہ یعنی بقیع قبرستان کی فضیلت کی ابتدا ہوتی ہے۔



سنہ ۲ھ میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات ہوئی (۱) تو آپ ﷺ ان کو بقیع میں دفن کرنے کا حکم فرمایا (۲) آپ ﷺ ان کی قبر پر تشریف لائے اور ایک پتھر طلب فرمایا، اور اس پتھر کو قبر پر رکھ دیا، صحابہؓ نے اس فعل کا سبب دریافت کیا تو فرمایا: یہ پتھر میرے بھائی (یعنی حضرت عثمان بن مظعونؓ) کی قبر کی پہچان ہے، تاکہ میرے گھر والوں میں سے جو بھی وفات پائے اس کو ان کے نزدیک ہی دفن کروں۔ (اخرجہ ابوداؤد فی سنہ ۹/۴۱۷، والبیہقی فی سنہ ۲/۳۲۲)

(۱) حضرت عثمان بن مظعون بن حبیب قرشی نجی کنیت ابوالسائب، مشہور صحابی ہیں، آپ کا شمار اہل صحابہؓ میں سے ہے، آپ ایسے طبیعت کے نیک تھے کہ زمانہ جاہلیت یا زمانہ اسلام میں بھی آپ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا، آپ تیرہ افراد کے بعد اسلام میں داخل ہوئے، اور دو ہجرتوں کے شرف سے مشرف ہوئے، غزوہ بدر میں آپ نے حصہ لیا، اس کے چھ ماہ بعد آپ کی وفات کا سانحہ پیش آیا، مہاجرین میں سب سے پہلے مدینہ منورہ میں وفات پانے والے آپ ہی ہیں، آپ کے وفات پر آنحضرت ﷺ روئے اور آپ ﷺ نے آپ کی وفات کے بعد آپؓ کی دونوں آنکھوں کے درمیان جگہ کا بوسہ لیا، اور فرمایا: ہمارے پیش رو میں عثمان بہت اچھے ہیں، آپؓ کی قبر پر آنحضرت ﷺ پتھر کی نشانی رکھی تاکہ قبر کی زیارت کریں، اور جو بھی آں حضرت ﷺ کے اہل بیت میں سے وفات پائے اس کو ان کی قبر کے نزدیک دفن کریں تفصیل کے لئے دیکھئے: الاستیعاب لابن عبد البر ۳۲۴، والاصابة لابن حجر ۲/۲۳۰)

(۲) علماء و مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ بقیع میں سب سے پہلے کس کی تدفین ہوئی، جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون مہاجرؓ کو سب سے پہلے دفن کیا گیا، اور آپ کی تدفین کے بعد یہ مشہور ہوا کہ یہ مقبرہ مسلمانوں کے لئے ہے، جب کہ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ انصاریؓ پہلے صحابی ہیں جو اس میں مدفون ہوئے، دونوں اقوال میں جمع و تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ انصار

آگ اٹھی، اور آپؐ کو شہید کیا گیا تو آپؐ کو بقیع قبرستان میں دفن نہ کیا جاسکا بلکہ بقیع سے خارج مشرقی سمت میں حوش کو کب (۱) نامی جگہ پر آپؐ کی تدفین عمل میں آئی۔

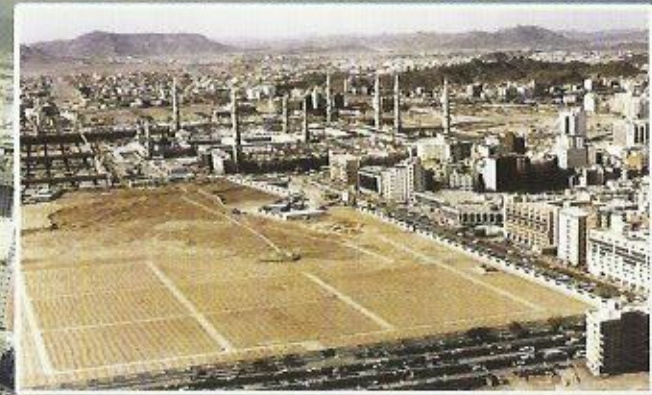
میں سے حضرت اسعد بن زرارہؓ پہلے دفن ہوئے ہوں، اور مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعونؓ پہلے مدفون ہوئے ہوں، اور ظاہر یہی ہے کہ قبرستان میں سب سے پہلے جن کو بقیع میں دفن کیا گیا وہ حضرت اسعد بن زرارہؓ ہیں، اس لئے کہ ان کی وفات ہجرت نبوی کے ۹ مہینہ بعد ہوئی ہے، جب کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات غزوہ بدر کے بعد ہونا مسلم ہے۔ دیکھئے تحقیق النصرۃ للمراغی ۴۴۱، ووفاء الوفاء للسمودی (۳۲۲)

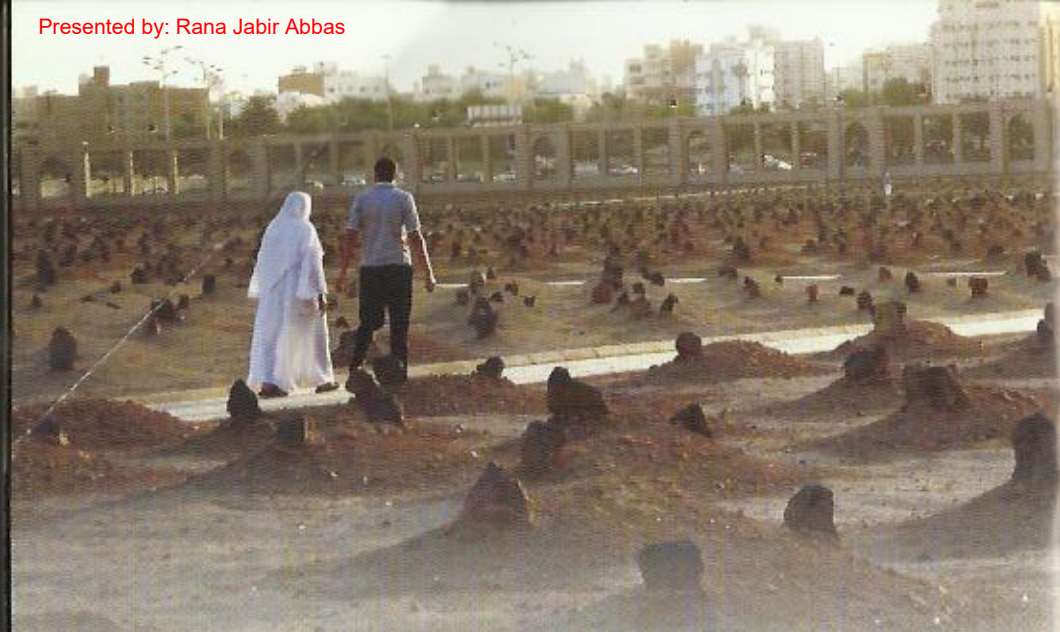
(۱) حوش کو کب نامی یہ بقیع کے مشرق میں ایک باغ تھا جس کو حضرت عثمانؓ نے خرید لیا تھا، جب آپؐ کی شہادت ہو گئی تو آپ کو اسی میں دفن کیا گیا۔ دیکھئے لسان العرب لابن منظور، مادہ حشش، والنہایہ فی غریب الحدیث ۹۶۹/۱، ونجم البلدان (۲۶۲/۲)

پھر یہ ہوا کہ مسلمانوں میں جس کسی کا انتقال ہوتا، تو صحابہ کرامؓ دریافت کرتے یا رسول اللہ! کہاں دفن کریں، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہمارے پیش رو عثمان بن مظعونؓ کے پاس، (اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۱۹۳/۱، والطبرانی فی المعجم الکبیر ۴۳۵/۱۰)

اس طرح یہ بقیع نامی مقام مسلمانوں کا مقبرہ ہو گیا، مروی ایام اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس مقبرہ میں دفن ہونے والے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، چنانچہ کتب احادیث اور تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اس قبرستان میں دس ہزار سے زیادہ حضرات صحابہ کرامؓ مدفون ہیں، ان کے علاوہ تابعین اور علماء و صلحاء اور عامۃ المسلمین جو اس قبرستان کا پیوند خاک بنے ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب فتنہ کی





تدفین کا عمل آسانی سے ہو سکے۔

سنہ ۱۳۰۳ھ میں خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ نے اہل مدینہ کی بڑھتی ہوئی آبادی اور زائرین کی کثرت کے پیش نظر بقیع کی توسیع کا حکم نامہ جاری کیا، یہ توسیع صرف مشرق اور جنوب کی سمت تھی، اس توسیع کے بعد بقیع کا کل رقبہ ۱۷۴۹۶۲ مربع میٹر ہو گیا، اسی توسیع میں بقیع کے چاروں طرف ایسی مضبوط دیوار کی تعمیر ہوئی جس کی ماضی میں نظیر نہیں، اس کی بلندی چار میٹر اور اس کا طول ۱۷۲۴ میٹر رکھا گیا، دیوار کو خوبصورت بنایا گیا اس طرح کہ اس حصے کمان کی شکل نما، اور درمیان دیوار کالے رنگ کی جالی لگائی گئی، مغربی سمت میں ایک صدر دروازہ کھولا گیا تاکہ زائرین اور اموات کی تدفین میں سہولت ہو سکے، مزید یہ کہ بقیع ہی میں اموات کے غسل و کفن اور جنازے کی مکمل تیاری کا نظام رکھا گیا جس کی وجہ سے بہت کم وقت میں اموات کو غسل و کفن دیا جانے لگا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جس نے اس کار خیر کا منصوبہ پیش کیا اور جنہوں نے اس کو نافذ کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس باغ کو جس میں حضرت عثمانؓ مدفون تھے بقیع قبرستان میں داخل فرمایا، اس طرح اس مقبرہ کی یہ پہلی توسیع شمار ہوتی ہے، اس کے بعد بقیع قبرستان عرصہ دراز تک اسی طرح رہا، تاریخ و سیر کی تمام کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کے کسی دور میں اس میں کوئی توسیع نہیں ہوئی یہاں تک دوسرا سعودی دور آیا جس میں بادشاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعودؒ نے سنہ ۱۳۷۳ھ ”بقیع عمات“ کو بقیع میں شامل کرنے کا حکم نامہ جاری کیا، یہ بقیع عمات ”یعنی آنحضرت ﷺ کی پھوپھیوں کا مقبرہ“، عام بقیع قبرستان کے شمال میں تھا، اور ان دونوں کے درمیان حد فاصل ایک راستہ تھا مشرق سے آ کر حرہ شرقیہ جانے والے راستہ (موجودہ طریق ملک عبدالعزیز) سے مل جاتا تھا، عمات البقیع کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی دو پھوپھیاں یعنی حضرت صفیہ اور حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں تھیں۔

بقیع عمات کے علاوہ اس کے مشرق میں ایک تگنہ جگہ تھی جو میونسپلٹی کے زیر انتظام تھی اس کو بھی بقیع میں شامل کر دیا گیا، اس طرح بقیع قبرستان میں شامل ہونے والے رقبہ کی پیمائش ۵۹۲۹ مربع میٹر ہو گئی، اس توسیع کے بعد بقیع میں داخل ہونے کے لئے شمالی سمت میں دو دروازے کھولے گئے، جب کہ مغربی جانب میں دو دروازے پہلے سے ہی تھے، اس طرح بقیع کے چار دروازے ہو گئے۔

سنہ ۱۳۹۰ھ بقیع قبرستان کو سمنڈ پختہ دیوار سے گھیر دیا گیا، قبرستان کے اندر بھی پکی گزرگاہیں بنادی گئیں تاکہ بارش کے موسم میں بھی بقیع میں آمد و رفت اور

بقیع قبرستان کے فضائل:

متعدد احادیث میں مدینہ منورہ میں انتقال ہونے اور بقیع میں دفن کی فضیلت

وارد ہوئی ہیں، ان میں سے اہم فضائل ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

۱۔ مدینہ منورہ میں انتقال ہونے والی کوروز قیامت آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اس کا انتقال مدینہ میں ہو تو وہ مدینہ میں

مرنے کی سعی کرے، اس لئے کہ جس کی مدینہ میں وفات ہوگی میں اس کی شفاعت

کروں گا۔ (اخرجہ الترمذی فی سنہ، باب فضل المدینہ ۸۴۱۳۔ احمد فی مسندہ ۳۹۸۱۲)

۲۔ اہل بقیع کو آنحضرت ﷺ کی دعا و استغفار کی سعادت حاصل ہوئی چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی جب بھی میری رات کی باری ہوتی تو رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے: السلام

علیکم دار قوم مؤمنین و اناکم ما توعدون، غدا مؤجلون، وانا ان شاء اللہ بکم لا حقون، اللهم اغفر لأهل بقیع الغرقہ۔ (اخرجہ مسلم، باب

ما یقال عند دخول القبور والدعاء بالہا ۸۴۲)

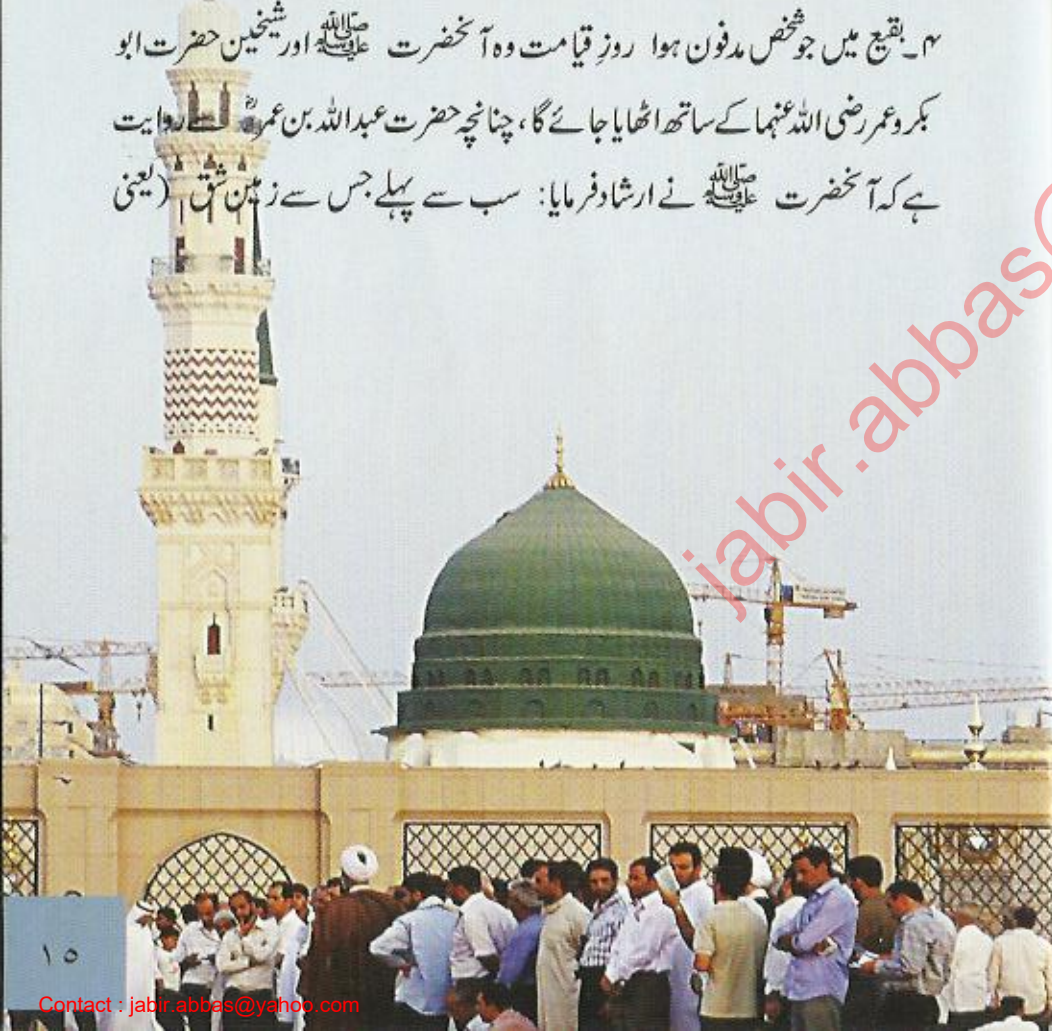


ترجمہ: سلامتی ہو تم پر مؤمنین کی جماعت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہو کر رہا، اور تمہاری (جزا) کل تک کے لئے مؤخر کر دی گئی، اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے آ کر ملیں گے، اے اللہ! اہل بقیع کی مغفرت فرما۔

۳۔ مدینہ منورہ میں جس کی وفات ہوگی وہ روز قیامت آمین میں سے ہوگا۔

جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”جس کی حریم میں سے کسی حرم میں وفات ہو جائے تو وہ قیامت کے دن امن والا اٹھایا جائے گا،“ (اخرجہ البیہقی فی سنہ ۲۳۸۱۲، والدارقطنی فی سنہ ۴۸۷۶، والطیالسی فی مسندہ ۱۲۱، والطبرانی فی المعجم الصغیر ۴۶۸۱۲)۔

۴۔ بقیع میں جو شخص مدفون ہوا روز قیامت وہ آنحضرت ﷺ اور شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اٹھایا جائے گا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جس سے زمین شہید (یعنی



(۱) اخرجہ الترمذی فی سننہ ، باب فی مناقب عمر ۲۹۳/۱۳ ، وابن حبان فی صحیہ

۳۱۳/۱۵ ، والحاکم فی المستدرک ۴۱۱/۸ .

(۲) اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۲۳۵/۱۶ ، والطبرانی فی المعجم الکبیر

۳۵۵/۱۸ ، والطیالسی فی مسندہ ۲۲۷/۱ .

پھٹنا) ہوگی وہ میں ہوں گا، پھر ابو بکر، پھر عمر، پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا، تو وہ

میرے ساتھ جمع ہوں گے، اس کے بعد میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا، پس میں حرمین

کے درمیان سے اٹھوں گا۔ (۱)

۵۔ بقیع میں جس کی تدفین ہو اس کو دس ہزار صحابہ کرامؓ اور بے شمار تابعین، صالحین،

اولیاء اللہ اور علمائے ربانین کا پڑوس نصیب ہوگا۔

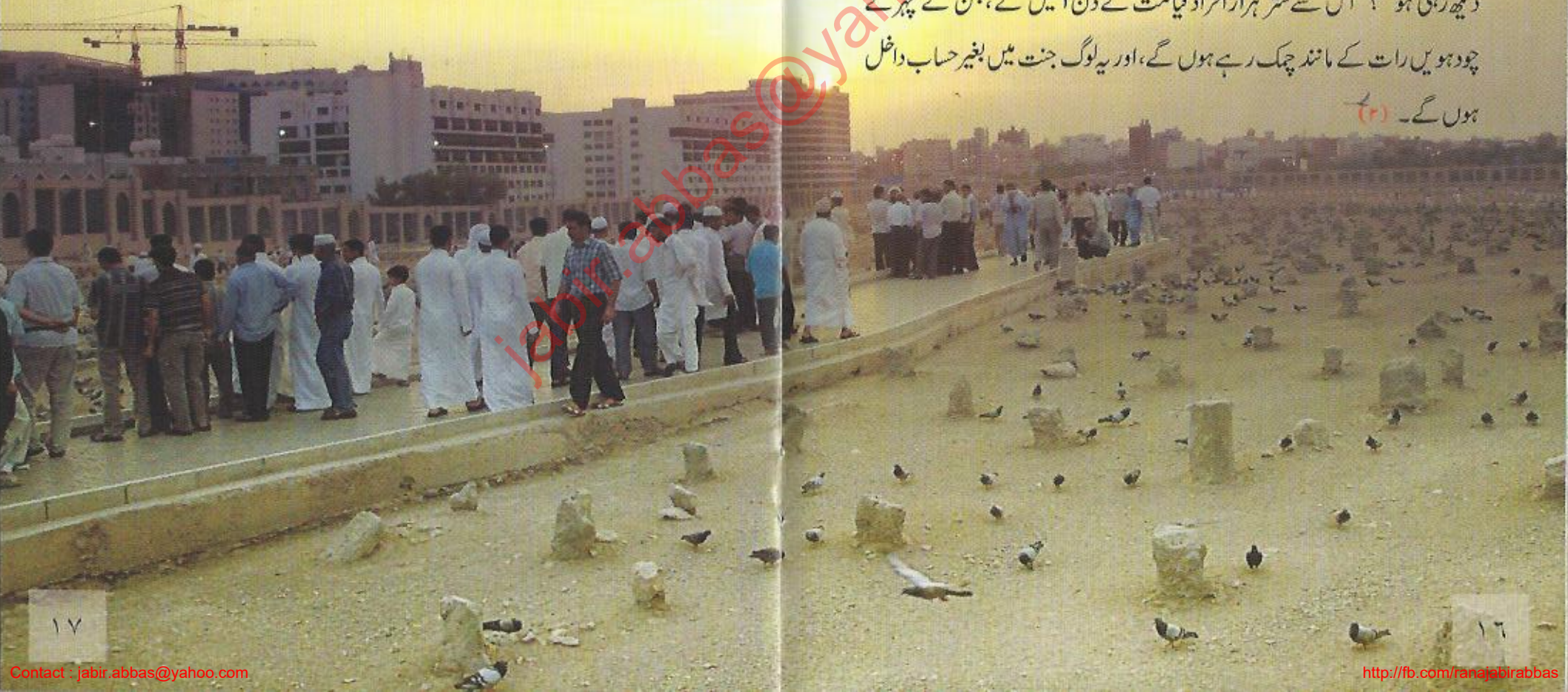
مزید اس بقیع مقبرہ کی فضیلت اس حدیث شریف سے ثابت ہوتی ہے جس میں آپ

ﷺ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں: کیا تم اس مقبرہ (بقیع غرقہ) کو

دیکھ رہی ہو ؟ اس سے ستر ہزار افراد قیامت کے دن اٹھیں گے، جن کے چہرے

چودہویں رات کے مانند چمک رہے ہوں گے، اور یہ لوگ جنت میں بغیر حساب داخل

ہوں گے۔ (۲)



صحابہ و تابعینؓ میں سے وہ معروف حضرات جو
بقیع میں مدفون ہوئے :

جیسا کہ عرض کیا جا چکا کہ بقیع قبرستان میں صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد دفن ہے، قاضی عیاضؒ نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس اس غزوہ سے واپس ہوئے، اور اس اس طرح ہزار صحابہ آپ کے ہمراہ تھے، ان ہزاروں میں سے تقریباً دس ہزار کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی، اور بقیہ دنیا کے ملکوں و شہروں میں پھیل گئے۔

(ترتیب المدا رک و تقریب المسا لک للقاضی عیاض ۱۱۱)

جو معروف و مشہور حضرات بقیع میں مدفون ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

سعید بن زید بن نفیل قرشی، عبد الرحمن بن عوف قرشی، عبد اللہ بن سعود ہذلی، عبد اللہ بن ابوبکر الصدیق، ابی بن کعب انصاری، اسید بن حفیر، اسامہ بن زید، اوس بن ثابت بن منذر، اوس بن خولی بن عبد اللہ انصاری، اسعد بن زرارہ، ارقم بن ابی الارقم، جابر بن عبد اللہ، جبار بن صخر انصاری، جبیر بن معطعم قرشی، حارث بن خزیمہ ابوبشر، حکیم بن حزام بن خویلد، حسان بن ثابت، حجاج بن علاط سلمی، حاطب بن ابی بلتعہ لُحی، حویطب بن عبد العزی قرشی، خباب مولیٰ عتبہ، خفاف بن ایکی غفاری، خویلد بن عمرو ابوبشر خزاعی، خوات بن جبیر، ابوعبد اللہ، زید بن خالد جہنی، سلمۃ بن سلامہ انصاری، سلمۃ بن الأكوع، سہل بن بیضاء، سہل بن سعد، سہل بن ابی

حتمہ، سائب بن یزید الکنانی، سہیل بن بیضاء، صہیب بن سنان، صخر بن حرب ابو معاویہ، عبد اللہ بن عبد اللہ بن نحسینہ، عبد اللہ بن ثابت انصاری، عبد اللہ بن غسیل ابو حنظلہ، عبد اللہ بن کعب انصاری، عمرو بن سرح قرشی، عمرو بن امیہ ضمیری، عمرو بن حزم بن زید، عقبہ بن عمرو ابوسعود بدری، عقبہ بن مسعود ہذلی، علقمہ بن وقاص لیثی، قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری ابوالفضل، قتادہ بن النعمان انصاری ابوعمر، کعب بن مالک انصاری ابوعبد اللہ، محمد بن مسلمہ انصاری، محمد بن ابی الجہم، محمد بن ابی بن کعب، معاذ بن الحارث انصاری، مالک بن عمرو بن عتیک، مالک بن ربیعہ انصاری، مغیرہ ثقفی، معقل بن سنان، مخرمہ بن نوفل قرشی، مقداد بن اسود حضرمی، نوفل بن معاویہ، ہند بن حارثہ سلمی، ابوبشر کعبی خزاعی، ابو ہریرہ دوسی، ابوالیسر انصاری، ریحانہ بنت شمعون، ماریہ قبطیہ ام ابراہیم، ام رومان زوجہ ابوبکر صدیق، ام سلیم بنت ملکان، سبعیہ بنت الحارث اسلمیہ رضی اللہ عنہم اجمعین.

آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبریں:

- ۱۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا
 - ۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا
 - ۳۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
- مذکورہ بالا تینوں شخصیات کی قبریں بقیع کے مغربی صدر دروازے کے سامنے تقریباً ۳۰ میٹر کے فاصلے پر ہیں۔

زمانے کے ماہ و سال گزرنے کے ساتھ ساتھ ان مذکورہ حضرات کی قبروں کے آثار ذہنوں سے نکل گئے، سوائے معدودے چند کے تمام کی قبروں کی کوئی نشانی و علامت باقی نہیں رہ گئی، جو قبریں ابھی تک پہچانی جاتی ہیں، وہ اہل مدینہ کی نقل و حرکت اور نسلاً عن نسل بالتواتر چلی آ رہی ہیں، نیز بعض مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں میں بعض قبور کی نشاندہی کی ہے جیسا کہ فیروز آبادی نے اپنی کتاب ”مغانم طابہ“ میں اور سمہودی نے ”وفاء الوفاء“ میں قبروں کی نشاندہی ذکر کی ہیں۔

(دیکھیے مغانم مطابہ ۴۶۶/۱، وفاء الوفاء ۲۶۸/۳)



آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کی قبریں

۱۔ سیدہ عائشہ بنت الصديق رضی اللہ عنہا۔

۲۔ سیدہ سودہ بنت زمعہ العامریہ رضی اللہ عنہا۔

۳۔ سیدہ حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا۔

۴۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ البہالیہ رضی اللہ عنہا۔

۵۔ سیدہ ام سلمہ بنت ابوامیہ المخزومیہ رضی اللہ عنہا۔

۶۔ سیدہ جویریہ بنت الحارث المصطلقیہ رضی اللہ عنہا۔

۷۔ سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا۔

۸۔ سیدہ صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا۔

۹۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں کے شمال میں اس طرح پر کہ اگر کوئی شخص آنحضرت

ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبر پر کھڑا ہو تو اس کے بائیں سمت تقریباً آٹھ میٹر کے فاصلہ

پر اوپر مذکور ازواج مطہرات کی قبریں ہیں۔

مسجد نبوی شریف کی توسیع میں شامل کر لیا گیا، چنانچہ آپ ﷺ کی قبر مسجد کے اس دروازے نزدیک ہے جو
اسماء بنت حسین بن عبداللہ کے گھر کے مقابل ہے۔

سموودی نے اس قسم کی روایت کو ذکر کرنے کے بعد پھر ان روایات کے رد میں علماء کے اقوال
ذکر کئے ہیں۔ ابن شداس روایت کے متعلق کہتے ہیں: میرا خیال یہ ہے کہ اس روایت میں غلطی ہوئی ہے
صحیح بات اس کے علاوہ ہے وہ یہ کہ آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین بقیع میں عمل میں آئی، جیسا کہ صحیح روایات
سے یہ بات ثابت و مسلم ہے، ان روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو حافظ ابن عبدالبر نے نقل کیا
ہے کہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی تو ان کی تدفین اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کے پہلو میں ہوئی۔ اس روایت کے نقل کے بعد سموودی کہتے ہیں کہ یہی قول زیادہ راجح ہے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم (دیکھیے: وفاء الوفاء سموودی ۲۸۰/۳-۲۸۹)۔

رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی قبریں:

۱۔ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا (۱)

۲۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (آنحضرت ﷺ کے چچا محترم)

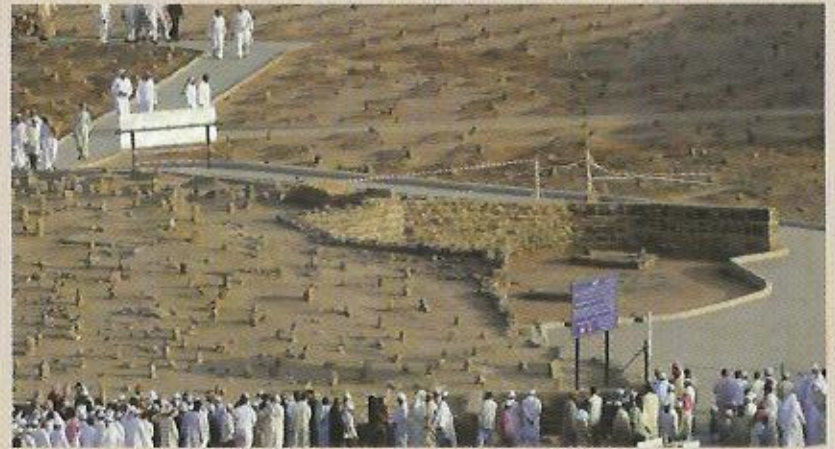
۳۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

۴۔ حضرت زین العابدین بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم

۵۔ محمد الباقر بن زین العابدین رضی اللہ عنہ

۶۔ حضرت جعفر الصادق بن محمد الباقر رضی اللہ عنہ

ان مذکورہ حضرات کی قبریں آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبر پر کھڑے
ہونے والے کے دہنی سمت بجانب جنوب تقریباً ۲۵ میٹر پر واقع ہیں۔



(۱) سموودی نے وفاء الوفاء میں بعض روایات نقل کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی
اللہ عنہا اپنے اسی گھر میں مدفون ہوئیں جو مسجد نبوی سے ملحق تھا، اور بعد میں جس کو مسجد نبوی کی توسیع میں
شامل کر لیا گیا، ان روایات میں سے ایک روایت یہ ہے جس کو جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے
ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تدفین رات کے وقت اپنے اسی گھر میں عمل میں آئی جس کو بعد میں

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والی کی قبریں

۱۔ حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہ

۲۔ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب ابن عم رسول اللہ ﷺ

یہ قبریں آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کی قبروں سے پانچ میٹر بجانب
شمال واقع ہیں۔

ابن زبالہ نے خالد بن عوسجہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ: میں
دارعقیل بن ابی طالب کے گھر کے نزدیک کونہ میں ایک رات دعا واستغفار کر رہا تھا
کہ جعفر بن محمد عریض کو جاتے ہوئے میرے پاس سے گزرے، ان کے ہمراہ ان
کے اہل خانہ بھی تھے، مجھ سے پوچھنے لگے کیا تم اس جگہ کسی خاص نشانی کے مقام پر
کھڑے ہوئے ہو؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگے: یہ وہ جگہ ہے جہاں رات کے
وقت آکر آنحضرت ﷺ اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے (۱)۔

زین مراغی کا قول ہے: کہ اس جگہ دعا کرنا چاہیے، مجھے کئی لوگوں نے بتایا کہ دعا
اس قبر کے نزدیک مستجاب و مقبول ہے۔ (تحقیق النصرة ۱۲۶، ووفاء الوفاء ۲۶۷)

(۱) المغنم المطاہ ۳۶۲/۱، ووفاء الوفاء للسمودی ۲۶۶/۳، اس روایت کے بعد ابن زبالہ کہتے ہیں
کہ دارعقیل (عقیل کا مکان) اسی جگہ پر تھا جہاں ان کی قبر ہے۔ (تحقیق النصرة ۱۲۶، ووفاء الوفاء
۲۶۶/۳)۔

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والی قبروں کا بیان
عقیل بن ابی طالب کی قبر سے مشرق میں، موجودہ سمت سے بنے راستوں کے
ملاپ سے تقریباً دس میٹر کے فاصلہ پر دو قبریں ہیں۔
۱۔ حضرت امام مالک بن انس کی قبر ہے جو امام دارالہجرۃ اور جن سے مالکی مذہب
کی نسبت ہے۔

۲۔ دوسری قبر حضرت امام نافع بن ابی نعیم کی ہے، یہ امام مالک کے شیوخ میں سے
ہیں، نیز ان دس مشہور ائمہ قراء میں ایک ہیں جن کی قراءات متواتر ہیں، یہ بھی مدینہ
منورہ کے قراء کے امام کہلائے۔



واقعہ حرہ کے شہداء کی قبریں

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر سے تقریباً پچھتر (۷۵) میٹر کی دوری پر وہ جگہ ہے جس کو مدفن شہداء حرہ کہا جاتا ہے، یہ اُن شہداء صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں جن کی شہادت یزید بن معاویہؓ کے زمانہ میں ہوئی، ان حضرات نے مدینہ منورہ اور اس کے باشندوں کے دفاع میں اپنی جان کی قربانی دی تھی، یہ ایک مستطیل گھری ہوئی جگہ ہے جس کا پتھر سے احاطہ کیا گیا ہے، سطح زمین سے اس احاطہ کی بلندی ایک میٹر سے متجاوز نہیں، بعض تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ احاطہ مسقف (چھت دار) تھا جس کی بلندی زمین سے کوئی خاص اُبھری ہوئی نہ تھی۔

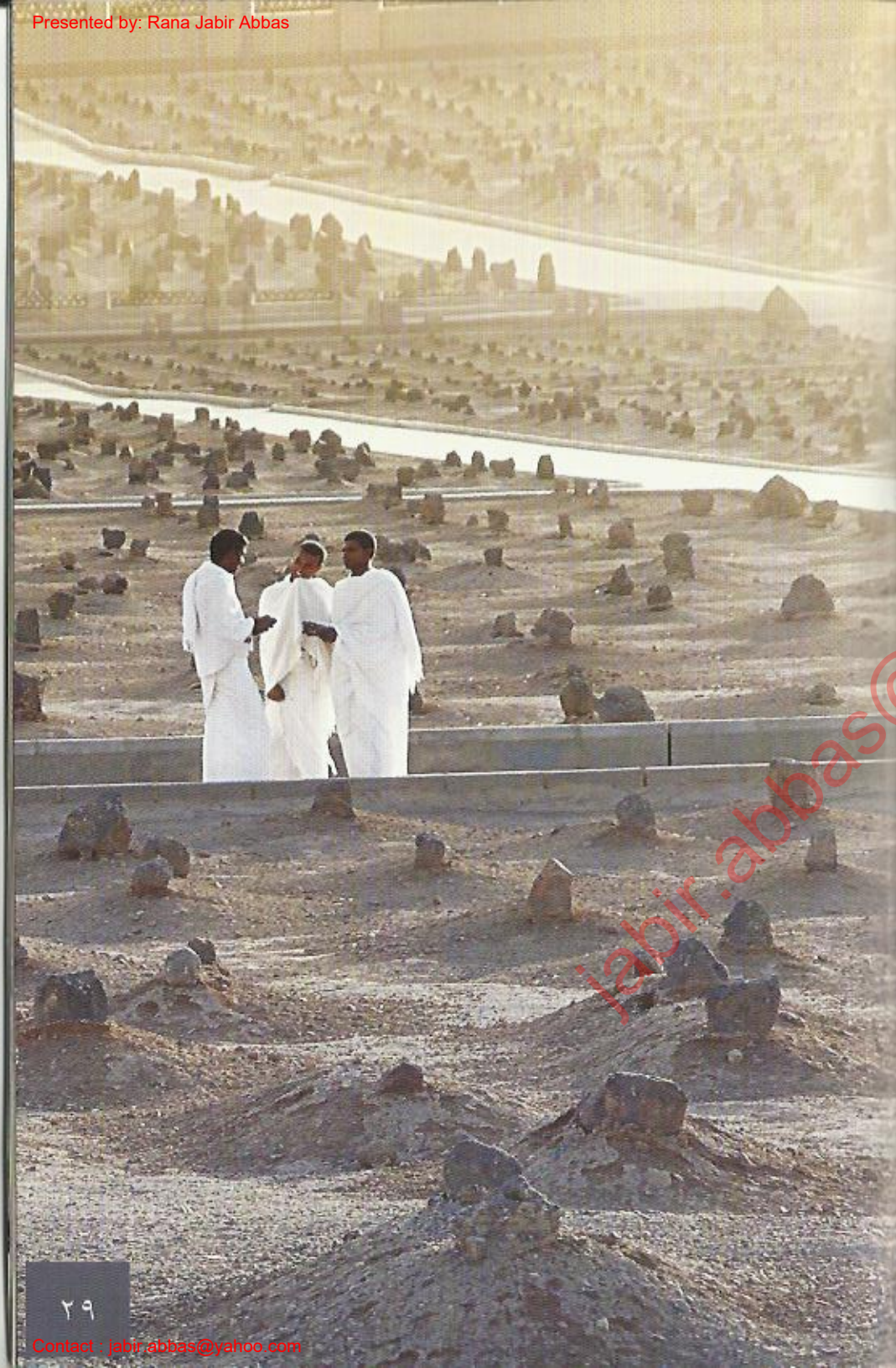
حضرت عثمان بن مظعونؓ اور ان کے ساتھ والی قبریں

- ۱۔ امام مالکؒ کی قبر سے بجانب مشرق تقریباً بیس (۲۰) میٹر کی دوری پر درج ذیل قبریں ہیں۔
- ۲۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر، یہ مہاجرین میں سب سے پہلے بقیع میں مدفون ہوئے۔
- ۳۔ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی قبر۔
- ۴۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی قبر۔
- ۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی قبر۔
- ۶۔ حضرت حنیس بن حذافہؓ کی قبر۔
- ۷۔ حضرت فاطمہؓ بنت اسد یعنی حضرت علیؓ کی والدہ کی قبر (مؤرخین کی رائج قول

کے مطابق)۔ (۱)

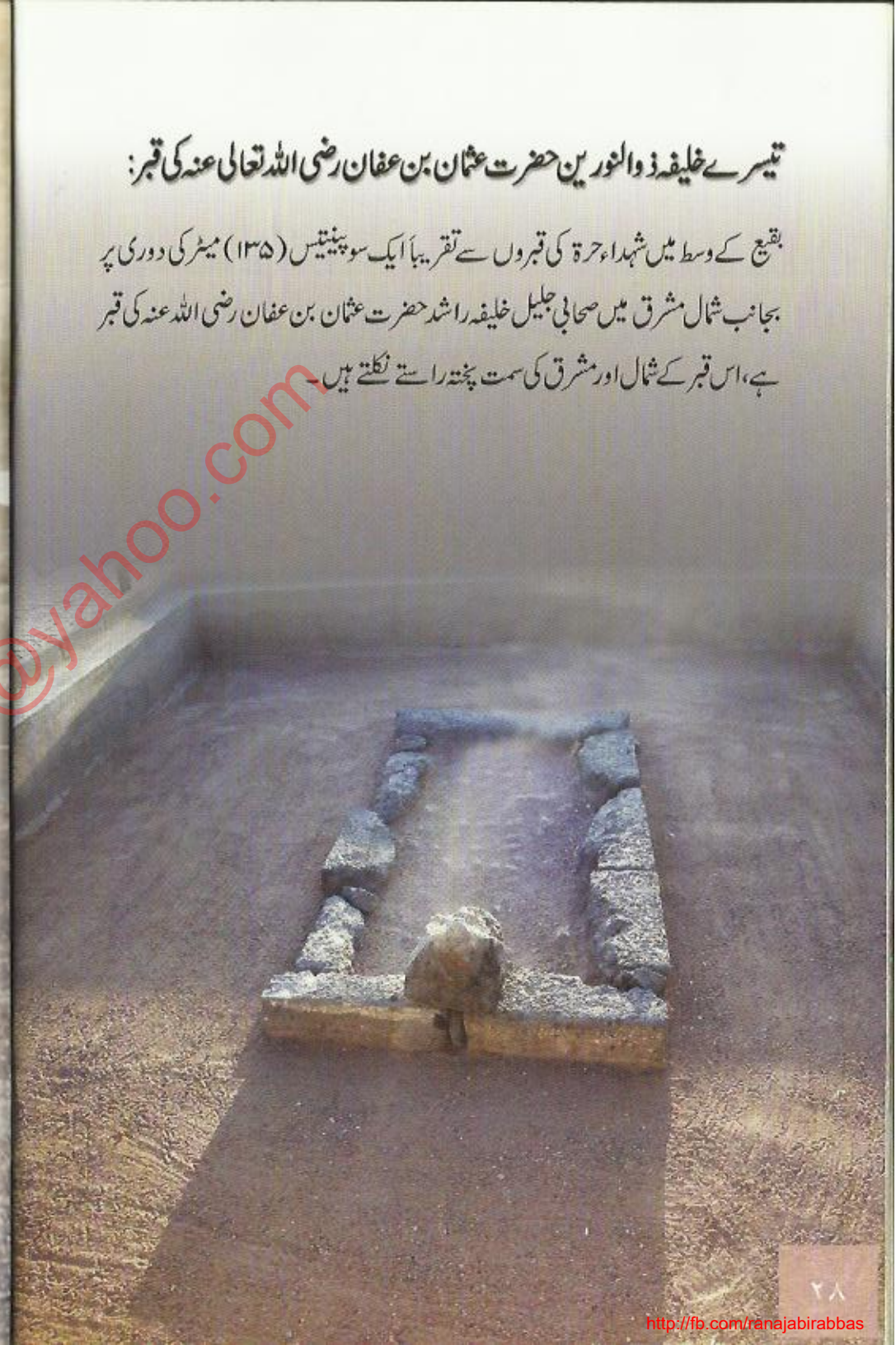
(۱) یہ حضرت علیؓ کی والدہ ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کی مربیہ، جب ان کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی قمیص اتار کر پہنائی، اور ان کی قبر میں آنحضرت ﷺ بنفس نفیس اترے، اور اس میں لیٹے، آپ ﷺ پانچ حضرات کے علاوہ کسی کی قبر میں نہیں اترے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے اندر رکھ میں، حضرت خدیجہؓ کے بیٹے کی قبر میں جو کہ آنحضرت ﷺ کی پرورش میں تھے، حضرت عبداللہ مزیٰ ذی الجہادین رضی اللہ عنہ کی قبر میں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام رومان کی قبر میں، اور حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر میں۔

(دیکھئے وقایہ الوفاء للسمودی ۳/۲۷۵)



تیسرے خلیفہ ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر:

بقیع کے وسط میں شہداء حرة کی قبروں سے تقریباً ایک سو پینتیس (۱۳۵) میٹر کی دوری پر بجانب شمال مشرق میں صحابی جلیل خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر ہے، اس قبر کے شمال اور مشرق کی سمت پختہ راستے نکلتے ہیں۔



قبر سعد بن معاذ الأشہلی رضی اللہ عنہ

ان صحابی کی قبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کے شمال میں پچاس (۵۰) میٹر کی

دوری پر ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر

حضرت اسماعیل بن جعفرؑ قبر جنوب مغرب میں بقیع سے خارج تھی، پھر سعودی توسیع میں اس کو اندر داخل کر لیا گیا، قبر کے اوپر موجودہ بقیع کی دیوار آگئی ہے۔

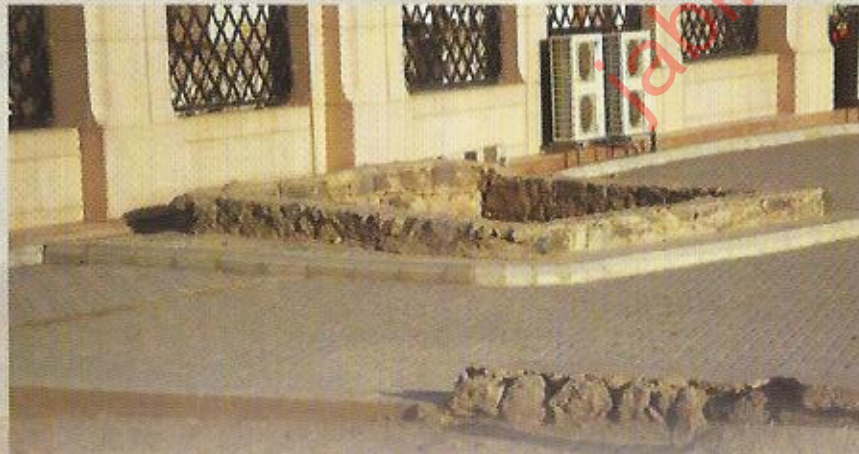
رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیوں کی قبریں

۱۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی قبر

۲۔ حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی قبر

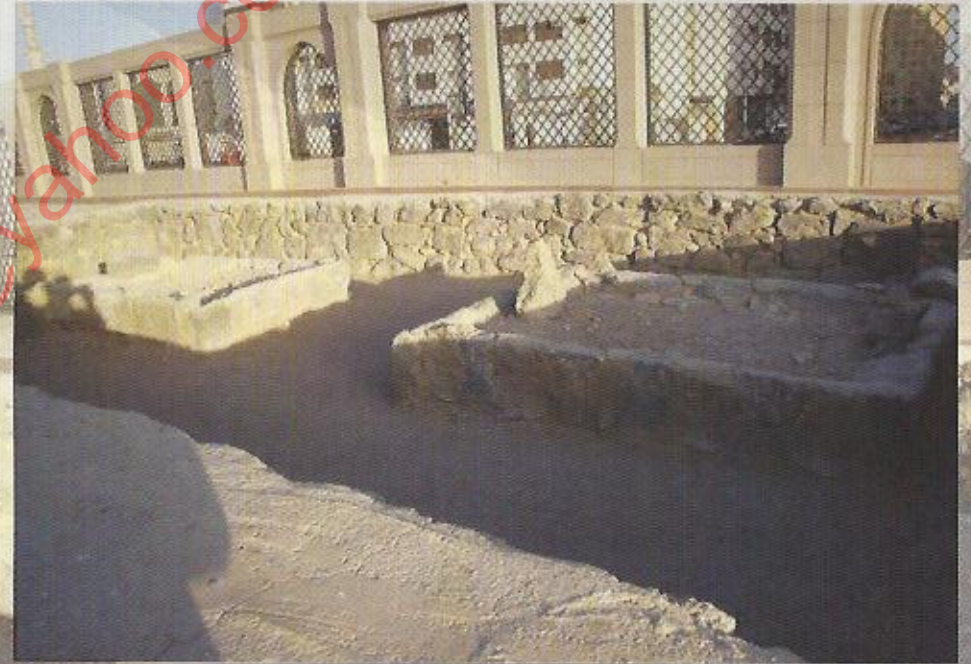
یہ دونوں قبریں بقیع کے شمالی صدر دروازے سے داخل ہونے والے کے بائیں طرف چالیس (۴۰) میٹر کی دوری پر ہے، بقیع کی مغربی دیوار سے یہ دونوں قبریں متصل ہیں۔

اوپر جن قبروں کا تذکرہ آیا ہے، ماضی میں ان پر قبے اور گنبدیں بنادی گئی تھیں، جن پر ان اصحاب قبور کے نام بھی تحریر تھے، پھر جب اس ملک کی باگ ڈور سعودی قیادت کے ہاتھ میں آئی تو انھوں نے شریعت مطہرہ کی روشنی میں اور آں حضرت ﷺ کی سنت کے اتباع میں ان قبوں اور گنبدوں کو منہدم کرادیا۔



حضرت ابوسعید اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما کی قبریں:

ان دونوں حضرات کی قبریں بقیع سے باہر شمال مشرق میں اس راستہ کے کنارے تھیں جو حرہ شرقیہ کو جاتا ہے، ان قبروں کو بقیع کی آخری توسیع جو ۱۳۸۵ھ میں ہوئی تھی بقیع کے اندر شامل کر لیا گیا تھا، یہ قبریں حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر کے شمال میں ہیں۔



بقیع قبرستان کی زیارت کی مشروعیت:

بقیع کی زیارت کی مشروعیت عام قبروں کی زیارت کی مشروعیت کے ذیل میں بھی آتی ہے، کہ قبروں کی زیارت کرنا آخرت کی یاد دہانی کراتی ہے، دلوں کو نرم کرتی، اور آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الا انی کنت نہیتکم عن ثلاث ثم بدا لی فیہن ، نہیتکم عن زیارة القبور ثم بدا لی انها ترق القلب وتدمع العین وتذكر الآخرة فزوروها ولا تقولوا هجرا^(۱)**۔

”سمجھ لو میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا اب ان چیزوں میں میری یہ رائے ہے، میں نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا، پھر مجھے ظاہر ہوا کہ یہ (یعنی قبروں کی زیارت) دلوں کو نرم کرتی ہے اور (قبروں کو دیکھ کر) آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے، چنانچہ قبروں کی زیارت کیا کرو (نیز) فحش بات نہ کہا کرو۔“

(۱) رواہ الإمام احمد فی مسنده ۳۶۸/۲۸، ابو داؤد فی سننہ ۴۶۳/۹، والنسائی

فی سننہ ۲۶۹/۷، والإمام مالک فی الموطا ۳۸۵/۲۔

اس پر مستزاد یہ کہ بقیع قبرستان کی زیارت کی افضلیت واستحباب آنحضرت ﷺ کی اقتدا و پیروی میں اور زیادہ مؤکد ہو جاتی ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کی زیارت کی مشروعیت اور دن کے اوقات میں بقیع کی زیارت کر کے مرحومین کے لئے دعا واستغفار فرمایا کرتے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ: آنحضرت ﷺ میری باری پر تشریف لائے، آپ ﷺ نے چادر اتار کر رکھی، جوتے نکالے، اور ان دونوں چیزوں کو اپنے پیروں کے پاس رکھ کر اپنے بستر پر لیٹ گئے، میں بھی کچھ ہی دیر میں سو گئی، آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنی چادر لی، اور چپکے سے جوتے پہنے، دروازہ کھولا اور باہر نکل گئے، میں بھی (نیند سے بیدار ہو کر) اٹھی اور زرہ کو سر پر رکھ کر خوب پردہ کر کے آپ ﷺ کے پیچھے چل دی، آپ ﷺ بقیع قبرستان تشریف لائے، اور کھڑے ہو گئے اور بہت دیر تک کھڑے (دعا کرتے) رہے، پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ (دعا کے لئے) ہاتھ اٹھائے، پھر واپس ہوئے، میں بھی واپس ہو گئی، آپ ﷺ نے تیز چلنا شروع کر دیا میں نے بھی تیز تیز چلنا شروع کیا، پھر آپ ﷺ نے دوڑنا شروع کیا میں نے بھی دوڑنا شروع کر دیا یہاں تک آپ ﷺ گھر پہنچ گئے، مگر میں آپ ﷺ سے پہلے ہی گھر پہنچ گئی اور اندر داخل ہو گئی، جیسے ہی میں لیٹی آپ ﷺ فوراً داخل ہو گئے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا کچھ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یا تو مجھے بتادو یا پھر مجھے لطیف

کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کہو:

السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله
المتقدمين والمستأخرين ، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون . (۱)

ترجمہ: اہل ایمان و اسلام تم پر سلامتی ہو، اللہ پہلے اور پچھلوں پر رحم فرمائے، اور
ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے آئے
اس کے لئے مسنون ہے کہ وہ بقیع قبرستان کی زیارت کرے، مرحومین کو سلام
کرتے اور ان کے لئے دعاء مغفرت کرے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں
سکھایا ہے، آپ ﷺ کے ارشاد ہے ”مجھے اس کا حکم دیا گیا کہ میں ان (اہل بقیع
کے لئے دعا کروں۔ (۲)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا خاتمہ ایمان پر فرمائے، اور ہمیں بھی اہل مدینہ میں شمار
فرما کر بقیع کی مٹی نصیب فرمائے آمین، قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔
والآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

اللهم ارزقنا شهادة في سبيلك والموت في بلد رسول . آمین

(۱) أخرجه مسلم ، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها ۳/۶۴ ، والنسائي

۳/۳۹۶ ، والترمذي في سننه ۳/۲۵۹ .

(۲) أخرجه الإمام أحمد في مسنده ۱۱/۵۷ ، وإسحاق بن راهويه في مسنده

۳/۳۹۶ .

ونجیر (یعنی اللہ تعالیٰ) بتادے گا، کہتی ہیں میں نے کہا: یا رسول اللہ ! آپ پر

میرے ماں باپ قربان ہو، واقعہ ایسا ایسا ہوا (یعنی حضرت عائشہؓ نے آپ
ﷺ کے پیچھے پیچھے جانے کی ساری تفصیل بتادی) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا

میں نے اپنے سامنے جو کالا پر چھایا دیکھا وہ تم ہی تھیں؟ میں نے کہا، جی
ہاں، آپ ﷺ نے میرے سینے میں مار کر فرمایا: تم اللہ اور اس کے سلسلہ میں یہ

بدگمانی کیوں کرتی ہو کہ وہ تم پر ظلم کریں گے؟ فرماتی ہیں، لوگ خواہ کچھ بھی
چھپائیں اللہ تعالیٰ تو ظاہر فرما دیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل

میرے پاس آئے تھے اور مجھے پکارا، اور تم سے رازداری فرمائی، اس لئے میں نے
ان کی آواز پر لبیک کہی اور میں نے بھی رازداری رکھی، اور جبریل تمہارے گھر ایسی

حالت میں کیسے آتے کہ تم لیٹ چکی تھیں، میں نے یہ خیال کیا کہ تم سو چکی ہو، اور
تمہیں اٹھانا بھی مناسب نہ سمجھا، اور تمہیں بتا کر جانا مناسب بھی نہ سمجھا کہ پھر تم

کیلی وحشت محسوس کرو گی، بات یہ تھی کہ تمہارے رب نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں اہل
بقیع کے پاس جاؤں اور ان کے لئے دعاء مغفرت کروں، حضرت عائشہؓ فرماتی

ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ ! میں کس طرح ان (اہل بقیع) کے لئے دعا

